رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم

تاریخ الاباریں صلہ
احمدیت کی مخالفت صسہ
... کی مقدمہ
... خط } صکہ
... مجاہدین
... خلافت کے متعلق صہ
... آزاد
... بسلسلہ } صہ

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

الحکم

ایڈیٹرز { شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
(ابن یعقوب) شیخ محمود احمد قادیانی }

جلد ۲۳ نمبر ۱۷
قادیان دارالامان مورخہ ۷ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

احمدیت کی تاریخ مالابار

گذشتہ سے پیوستہ

خدا کا یہ خاص تصرف اور فضل تھا کہ اس نے اپنی کمزور جماعت کی آواز کو دنیا میں موثر کرنے کے لیے اخباروں سے مدد دی۔ میں یہ کہنے سے نہیں رک سکتا کہ جس عمدگی سے کیرلا پتر کا کے فاضل ایڈیٹر نے اس جماعت کی مدد کی ہے۔ وہ تاریخ کے ورقوں سے مٹ نہیں سکتی۔ اس نے ایک موقع پر اس قسم کے مضامین نہیں لکھے بلکہ وہ ایک مدت سے اس قسم کے مضامین لکھ رہا تھا۔ اور لکھتا رہا۔ میں افسوس کرتا ہوں اس اخبار کے مجھے تمام پرچے میسر نہیں آئے۔ ورنہ میں سب کے ترجمے شائع کرتا۔ اسی طرح اس سے پہلے وہ ایک مضمون میں لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ایک معزز آدمی نے ہمیں لکھا ہے کہ کیناپور کے مسلمانوں میں سے قادیانی معتقدین کو دوسرے مسلمان سخت تکلیف دے رہے ہیں اور وہ تکلیف صرف اقوال تک محدود نہیں بلکہ افعال تک تجاوز کر گئی ہے۔ مسلمانوں کی اس ناجائز حرکت کو رفع کرنے کے لیے حکام کو توجہ کرنی چاہیئے۔ تحصیلدار مسٹر عبید کی بات انکے ہمخیال مسلمان ماننے کو تیار نہیں۔ اسلیئے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں پر کر کافی طور پر کوشش کرینگے۔ اس تکلیف ہی کے متعلق اور بھی بہت سے آدمیوں نے لکھا ہے" (ڈیکرڈ پترکا)

یکم اکتوبر کو ایک اور بڑی گہری سازش کا انکشاف ہوا مسلمانوں نے قاضی شہر سے جو کہ اپنے آپکو والی شہر سے کم نہیں سمجھتا تھا۔ ایک خطرناک رپورٹ ارکل راجہ کے پاس کرادی۔ کہ آئندہ احمدیوں کو کافر کے لقب سے ملقب کیا جائے۔ اس سازش کا اسوقت تک پتہ نہیں لگا۔ جبتک ارکل راجہ کی طرف سے ایک رجسٹرڈ نوٹس ہر ایک احمدی کے نام نہیں پہنچ گیا۔

نقل نوٹس

راجہ کیناپور سلطان احمد علی راجہ کیطرف سے حکم :۔ تمکو بوجہ محمدی اسلام اور شریعت کا دشمن ہونیکے اور بوجہ قادیانی معتقد ہونیکے شریعت اسلام کے مطابق کافر ہونیکے علیحدہ کرنیکو کیناپور کے قاضی ... حسن کٹی مولوی نے ہمارے پاس رپورٹ کی ہے اگر ایسا حکم عائد کرنیکی کوئی وجہ ہے تو ماہ حال یعنی ذیقعد ۲۶ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء تحریراً مذکورہ بالا تاریخ کو ہمارے حضور دفتر میں حاضر ہوکر بیان کرو۔ ورنہ مذکورہ بالا حکم کا عائد ہونا ضروری یقینی سمجھو"

کیناپور ارکل۔ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۱۵ء

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمد یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پراپرائٹر چھپا اور تراب منزل سے شائع ہوا)

اس نوٹس سے پتہ لگتا ہے کہ کیا کیا تجاویز احمدیت کے مٹانے کے لیے سوچی جاتی تھیں۔ اور ایک غریب اور چھوٹی جماعت کو کس قدر مشکلات میں ڈالنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ راجہ اور قاضی شہر ہم کو تمام مسلمانوں کے ساتھ ملکر مخالفت پر تلا ہوا ہے چنانچہ یکم اکتوبر کو یہ نوٹس راجہ کے دفتر سے شائع ہوتا ہے اور ۵ تاریخ کو جواب دینا ضروری قرار دیا گیا ہے ورنہ عدم تعمیل حکم میں رکھکر برے سے برا سلوک قاضی اور ارکل سٹیٹ کی نگاہ میں جائز ہوگا جو احمدیوں سے کیا جائیگا۔

یہ نوٹس ایک حکمران کا نوٹس ہے۔ جو رعایا کے غریب افراد کو مل رہا ہے۔ ان مظالم کی کوئی حد نہیں ہو سکتی جو دن بدن بڑھتے جاتے تھے۔ اور ہر ایک آدمی یہ خیال کر سکتا ہے کہ ایک بادشاہ ایک معمولی رعایا کے آدمی کو نوٹس دے۔ تو اس کے قلب کی کیا حالت ہوگی مگر جو شجاعت۔ قوت اور طاقت احمدیت کے ذریعہ انسان میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ خدا کی محبت ہے۔ کینانور کی جماعت کا پریذیڈنٹ اس نوٹس کے جواب کو نہایت دلیری کے ساتھ لکھتا ہے۔ بلکہ ایک دوسرے شہر سے جاکر تاریخ سے پیشتر چھپوا کر شائع بھی کر دیتا ہے جو میں ناظرین کے لیے یہاں بجنسہ درج کئے دیتا ہوں۔

رجسٹرڈ نوٹس

کینانور مورخہ ۵ اکتوبر [illegible] بنام ارکل سلطان احمد علی راجہ۔ منجانب کینانور کنتل عبد القادر کویا۔ جناب کی طرف سے ایک رجسٹرڈ نوٹس جسکا بیان آگے آئیگا۔ کل عصر کے بعد مجھے موصول ہوا یہی نوٹس کینانور کے احمدی احباب کو کسی کو کل اور کسی کو آج ملنے کی خبر بھی ملی ہے اس قاضی نے پہلے [illegible] میں معلوم نہیں کس طرح ارکل میں رپورٹ دی تھی کہ ایڈوکیٹ عبد القادر کٹی شریعت سے بالکل علیحدہ ہو گیا۔ اسوقت ارکل محل میں ایک اجتماع ہو کر ایڈوکیٹ عبد القادر کٹی کو طلب کیا گیا۔ اور معلوم نہیں کہ ان کے ساتھ قاضی کے ناکافی ہونیکی وجہ سے یا تکمیل کے طور پر جنوبی مالابار کے چالاکت مولوی شیخی احمد حاجی کو مقرر کیا گیا۔ اور وہاں یہ فیصلہ ہوا کہ سوال و جواب تحریری ہو۔ اور جو سوال کیا جائے اس کے آٹھویں دن بعد جواب لکھا جائے پھر انعقاد جلسہ کے پانچ دن بعد عبد القادر کٹی کو سوال بھیجا گیا۔ اور جلسہ کی قرارداد کے خلاف بجائے آٹھ دن تک جواب کیلئے انتظار کرنیکے تین دن کے بعد (یعنی جلسہ آٹھ دن کے) یہ ظاہر کرتے کہ اس نے آٹھ دن میں جواب نہیں دیا احمدیوں کے بائیکاٹ اور حقہ پانی بند کرنیکا اعلان کیا گیا۔ اس حکم کا اجرا ہمیں سے لیے اور گیارہ احباب کے لیے تھا۔ لیکن اس حکم کے متعلق جو رجسٹرڈ نوٹس ارسال کیا۔ وہ اور جو عبد القادر کٹی نے دیا وہ دونوں بغیر حصول کیے واپس کئے گئے۔ اس حکم کے صادر ہونیکی وجہ سے پھر بڑے بڑے مظالم صادر ہوئے۔ ہم بڑے صبر اور استقلال سے سہتے رہے۔ اب ایک ہی سال گذرا تھا کہ یہ حکم منسوخ کیا گیا تھا۔ اور اک دفعہ گراں سے ہمکو رہائی نصیب ہوئی تھی لیکن بعد ہمارے تعلقات اور میل جول میں جو کشیدگی ہو رہی تھی اور مختلف جلسوں اور تقریروں پر قاضی اور شہر کے لوگوں کے ساتھ ہوتے تھے اسکے اثنا میں نے ایک فوجداری مقدمہ خطیب اور قاضی کے منشی محمد پر دائر کیا جسکے بعد قاضی نے نہ معلوم کیا کچھ ہمارے متعلق وہاں آکر بیان کیا جسکو بغیر تفتیش کے پایۂ ثبوت کو پہنچا ہوا خیال کرکے مسجد اور قبرستان سے ہمیں منع کیا گیا۔ ناقابل برداشت تکالیف دی گئیں رشتہ داروں اور اقرباء سے ہمکو الگ کرکے اُن سے ہم پر مظالم کرائے گئے۔ گذشتہ ۱۸ اگست کو احمدیوں کا ایک شخص مسمی الیاس حسن ایک بچے کو دفن کرنے سے منع کیا گیا۔ اور خلاف ناحق کوشش اور جھگڑے کئے گئے۔ جب بعض حکام اس بات سے اُن کو باز رکھنے کے کوشاں ہوئے۔ تو اُن کو یہ سمجھا کر کہ یہ کافر کا بچہ ہے اور کافر کا بچہ اسلامی قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا۔ روک دیا گیا۔ اسوجہ سے مہربان برٹش گورنمنٹ نے ہم غریب اور امن پسند احمدیوں کو قبرستان اور مسجد کی ضرورت کے لیے ایک قطعہ زمین احمدیوں کی مقامی پریذیڈنٹ کے ذریعے سے عطا فرمایا ہم اس سے اپنا کام چلا رہے تھے کہ اس میں بھی طرح طرح کے فسادات برپا کرکے ہمکو اس سے دست بردار کرنیکی کوشش کی گئی بغیر اسکے کہ احمدیوں سے ان کے عقائد دریافت کرتے غریب احمدی مسلمانوں پر محض قاضی کی لفظی رپورٹ پر بھروسہ کرتے ہوئے وہ احکام جاری کیے گئے جو اسلامی سلطنت میں کافروں پر جاری ہوتے تھے اور وہ بھی جاری کئے گئے جو کافروں پر بھی جاری نہ ہوتے تھے بغرض محال اگر آپ مذہبی احکام کے اجراء اور مذہبی سزا کے مجاز بھی تھے تو یہ عقل سے بالاتر ہے کہ احمدیوں کے خلاف احکام پہلے جاری ہوں اور مقدمہ کی تفتیش بعد میں ہو۔ نوٹس میں جو میعاد مقرر کی گئی ہے وہ کافی ڈرانیوالی ہے بعید نہیں کہ اس مقررہ میعاد میں جواب کی تقسیم سے فارغ ہو یا نہ احمدیوں کو کسی قسم کی معقول عذر گوش گزار کرنیکا موقع نہ دیتے ہوئے فقط افراد اور مجموعات کو ذلیل گردان کر کافروں پر عائد ہونے والے ناروا احکام کو صادر کرنے اور بعد میں نوٹس کا اعلان کرنے سے ہمیں خوف دامنگیر ہو رہا ہے کہ آئندہ غریب احمدیوں پر کون کونسے مظالم ناجائز اور ستمگارانہ کا نشر بنانا مقصود ہے۔ میں اپنی طرف سے بوجہ احمدیوں کے پریذیڈنٹ ہونیکے کینانور کے تمام احمدیوں کی طرف سے ذیل کی باتیں آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں

(۱) جو کچھ ہم پر کیا گیا ہے اور آئندہ کیا جائیگا اُس میں کہانتک حق کا دخل ہے۔

(۲) اُسکے برداشت کرنے کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے ان باتوں پر غور کرنے کیلیے وہ میعاد بالکل ناکافی ہے جو نوٹس میں ہمیں دی گئی ہے۔

(۳) مذکورہ بالا نوٹس سے بہت خطرے کا اندیشہ ہے۔

(۴) نئے عقائد والے قادیانی کے ہیڈنگ سے جو اشتہار شائع ہوا ہے اُسکا جو بیان ہے اُسکا کیا مفہوم سمجھا گیا ہمکو معلوم نہیں۔

(۵) ہمارے عقائد بالکل شریعت اسلام کے مطابق ہیں ؎

الراقم عبد القادر کویا (باقی آئندہ)

سیلون میں احمدیت کی مخالفت

یہ قدیم سے سنت چلی آتی ہے کہ جب کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی بھیجا ہوا آتا ہے تو عوام الناس ہمیشہ ہی اسکی مخالفت کرتے ہیں اسکو انواع و اقسام سے ایذا دینے کی کوشش کرتے ہیں اسکی جان کے برخلاف قسم قسم کے منصوبے بازیاں سوچتے ہیں۔ اور جو ایک مرسل پر ایمان لاتے ہیں انکے برخلاف بھی اسی طرح کی کوشش کیجاتی ہے۔ اور نئے سلسلے کو جو کہ اسوقت خدا تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لیے دنیا میں اپنے رسول کے ذریعے سے قائم کرتا ہے منہدم کرنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ لیکن جہاں راست بازوں کی مخالفت کی قدیم سنت چلی آتی ہے کہ یہ مخالفت کرنیوالے ہمیشہ ناکام و نامراد ہوتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی یہی سنت پوری ہو رہی ہے جب سے حضرت مسیح موعود دنیا میں آئے ہیں اسوقت سے لوگوں میں ہر طرف سے ان کے ماننے والوں کے برخلاف مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ انکو دنیا سے مٹانے کیلیے کسی قسم کا جائز ناجائز طریقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ جو سلسلہ آپنے خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں قائم کیا اسکو ہر طرح سے تباہ کرنیکی شدید کوشش کی گئی اور ابھی تک کی جا رہی ہے۔ گو نتیجہ اس عبث کوشش کا بجز نامرادی کے کوئی نکلا ہے۔ اور نہ نکلیگا۔ کیونکہ سنت خدا تعالیٰ کی اسی طرح ہے۔ مگر حق کی مخالفت کرنیوالے اندھے ہوتے ہیں۔ باوجود اسکے کہ وہ ہمیشہ ناکامی دیکھتے ہیں۔ مگر وہ سچائی کے پہاڑ کے ساتھ ہمیشہ سر ٹکراتے جاتے ہیں۔ وہ اپنے آپکو پاش پاش ہوتے دیکھتے ہیں مگر مخالفت سے باز نہیں آتے۔ وہ نہیں دیکھتے کہ جہاں سچائی آب حیات بنکر جو کہ ماننے والوں کو ابدی زندگی او بہشت دیتی ہے۔ وہاں ایک آگ بھی ہوتی ہے جو کہ اپنے دشمنوں کو جلاکر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔

آج بھی ہمارے مخالف ہر بات میں اپنے پہلوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ وہ اس مخالفت کیوجہ سے دنیا سے مٹ رہے ہیں۔ مگر وہ اپنی تباہی کے وجوہات اسکے سوا اور باتوں کو سمجھ رہے ہیں اور اسی طرح برابر مخالفت کیے جاتے ہیں جہاں بھی ہماری جماعت کے آدمی ہیں۔ وہاں یہ مخالفت موجود ہے۔ ایسا نہ صرف ہندوستان میں ہی ہے بلکہ اس سے باہر بھی یہی حالت ہے۔ چنانچہ ابھی سیلون سے خبر آئی ہے کہ وہاں غریب احمدی جماعت کو ہر طرح سے ایذا دی جا رہی ہے اور وہاں سے احمدیت کو مٹانے کی کوشش کیجا رہی ہے وہاں کے چند احمدیوں پر جنمیں کہ وہاں کی مقامی جماعت کے سکریٹری بی۔ ڈبلیو لائی بھی شامل ہیں۔ قتل کا مقدمہ کھڑا کر دیا ہے۔ گو وہ اس لڑائی میں جس میں ایک آدمی مارا گیا ہے۔ حالانکہ موجود بھی نہ تھا۔ اسی طرح ان کا بھائی عبدالامٹ لائی پر بھی جو کہ اسجگہ موجود نہ تھا۔ قتل کا الزام لگایا گیا ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ باوجود ہمارے مخالفوں کی ناخنوں تک کوششوں کے ان کو نامراد رکھے گا۔ اور ان بیقصور احمدیوں کو بری کرے گا۔ اس مقدمہ کے متعلق پورے حالات ابھی تک ہمارے پاس نہیں پہنچے۔ صرف ایک دو مختصر خطوط اور ایک ٹائمز آف سیلون کا اقتباس ہمارے پاس پہنچے ہیں۔ جنسے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سب مخالفوں کی سازش ہے جن احمدیوں پر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ وہ قطعاً لڑائی میں شریک نہ تھے۔ ان کو تکلیف دینے کے لیے محض افترا کیا گیا ہے۔ ٹائمز آف سیلون اسکے متعلق یہ لکھتا ہے کہ:-

"سیلون میں احمدیوں اور غیر احمدی مسلمانوں کے درمیان لڑائی
مذہبی اختلاف کا نتیجہ"

احمدیوں اور غیر احمدی مسلمانوں کے درمیان ایک لمبے عرصے سے مذہبی اختلافات کا سلسلہ چلا آ رہا تھا جس کا نتیجہ آخر یہ ہوا۔ کہ دونوں فرقوں کے کچھ افراد کے درمیان سلیو آئیلینڈ میں ۱۰ اپریل کی شب کو لڑائی ہو پڑی جنمیں کہ مؤخرالذکر فرقے کے آدمیوں میں سے ایک آدمی مسمی برہان الدین ٹکیمن مارا گیا۔ انسپکٹر کتھیر نے تین آدمیوں کو گرفتار کیا جنکے نام یہ ہیں عبدالامٹ لائی۔ اور اوسکا بھائی بی۔ ڈبلیو۔ لائی۔ اور شریف احمدی لوگ ایک اخبار کے مالک ہیں۔ جسکا نام میسیج ہے اور پریس کے ساتھ ہی ان کی لائبریری بھی ہے۔ ان تینوں میں سے ثانی الذکر یہاں کی مقامی جماعت کے سکریٹری ہیں اور اول الذکر پریس میں حروف جوڑنیکا کام کرتا ہے۔

ماہ حال کی دسویں تاریخ کو شب کے وقت برہان الدین اور سیف الدین جو کہ ایک تجارتی کمپنی کے دفتر میں کلرک ہے۔ دونوں نے کیسل ہوٹل میں آکر شراب پی۔ اسکے بعد احمدیوں کے دفتر میسیج کے سامنے سے گزرے اور ان کے ساتھ ایک اور شخص مسمی جلال الدین بھی شامل ہو گیا۔ ان تینوں نے احمدیوں کے برخلاف گندے اور گالی آمیز گیت گانے شروع کیے اسپر دفتر سے دو احمدی فرقے کے آدمی باہر نکلے۔ آخر لڑائی تک نوبت پہنچ گئی جس کے دوران میں متوفی کے پیٹ میں خطرناک زخم آگیا جس سے وہ اگلے روز ہسپتال میں مر گیا۔

پہلے متہم نے اپنے آپ کو بری الالزام ٹھہرایا اور کہا کہ میں لڑائی کے وقت اسجگہ موجود نہ تھا بلکہ رات کے دس بجے سے اور صبح کے ۴ بجے تک دو سلیو آئیلینڈ میں

بھی موجود نہ تھا۔

دوسرے ملزم نے بھی کہا کہ لڑائی کیوقت اسجگہ موجود نہ تھا۔ بلکہ اس وقت پہنچا تھا جبکہ لڑائی ہو چکی تھی اور پولیس حالات دریافت کر رہی تھی۔

تیسرے ملزم نے بھی قصور کا اقرار نہیں کیا۔ مختلف گواہوں کی گواہیاں لی جانیکے بعد مقدمہ کی تحقیقات اگلے دن پر ملتوی کر دیا گیا۔

(اس مضمون کو سیلون انڈیپنڈنٹ نے بھی شائع کیا ہے)

سیلون آبزرور مرحوم کی نئی مقدمہ
اٹارنی جنرل کے پاس مثل بھیجی گئی

گذشتہ ہفتہ کے دن کولمبو پولیس کورٹ میں ایک مقدمہ آیت لائی پی ڈبلیو لائی۔ اور شریف سب سیلون انڈیپنڈنٹ کے باشندہ ابریہ الزام لگایا کہ انھوں نے ایک آدمی مسمی پی ٹکمپن کو قتل کیا ہے۔ افسر تفتیش کنندہ جس نے امتحان لیا تھا۔ کہا کہ اس نے مقتول کی مرنے کی پہلی حالت کو ۱۱ تاریخ کو جنرل ہسپتال میں لکھا ہے۔ مقتول شخص نے کہا کہ امت لائی نے مارا شریف اسکا مددگار تھا۔ اس ریکارڈ کو اٹارنی جنرل کے پاس اسکی ہدایت کیلیے بھیجا گیا ہے۔ (سیلون ڈیلی نیوز)

سیلون سے آمدہ خط
دعا کی زبردست تحریک

آزمائش! آزمائش!! آزمائش!!! کے تنور میں!! مالی نقصان! عزیزوں کا نقصان! قیام ہستی کے لیے اسباب کی ضرورت ہے سب لوگ مخالف کیئے گئے۔ رشتہ داروں سے جدا کیئے گئے۔ بے مدد چھوڑے گئے۔ ان لوگوں سے جو مدد دینے کے قابل تھے۔

خدا تعالیٰ پر کامل ایمان رکھکر ایک جماعت ہو کر۔ خدا تعالیٰ کے جلال کے لیے کام کرتے ہیں۔ ہر ایک شی کو اسکے لیے قربان کرنے کو تیار ہیں۔ ہماری کل آمدنی اسکے جلال کا اظہار اور حمد کے بیان اور اسکی توحید کو صرف اس کی مدد کے ساتھ قائم کرنے لیے ہم کل چیزیں اور سب آمدنی قربان کرنیکو تیار ہیں۔ صلح کی تبلیغ کرتے ہوئے ہر قسم کی تکلیفوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔

تین بکریاں زیر حراست ہیں ان کی رہائی کی دعا فرماویں۔ زبردست دعا۔ الحاح کی دعا۔ اطمینان دلائی گی۔ نماز جماعت میں دعا۔ خلوت میں دعا۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے شفاعتی دعا کی درخواست۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے عرض کرو کہ چودھری ظفر اللہ خانصاحب اور مسٹر محمد ساگر چند صاحب کو حکمدیں کہ وہ یہاں آئیں۔ اور ہمارے سکرٹری اور اسکے رفیقوں کو انکی تکالیف میں مدد کریں۔ اس سخت آزمائش میں پڑنے کا سبب صرف اسلام کے صلح پسند مسائل کے پھیلانے میں ہماری شرکت ہے افسوس کہ ان لوگوں پر ایک ایسا ذلیل کرنیوالا جرم کے ارتکاب کا ٹکا یا گیا۔ یہ خدائی کاروائی ہے۔ صرف دعا کرو۔

افسوس

کہ صادق صاحب کو تبلیغ سے روکا گیا۔ دعا۔ دعا۔ دعا۔

محمد سمیر احمدی سیلون۔

توسیع اشاعت میں خاص کوشش

۲ دو اور انگلستان کو مجاہدین

خدا کے فضل و کرم کے ساتھ ہماری جماعت میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں۔ جو اسلام کے لیے سچی قربانیاں کر رہے ہیں۔ اور اپنے بیوی بچوں اور اپنے عزیز وطن کو خیرباد کہکر مختلف ممالک میں جا رہے ہیں۔ اب شیخ احمد اللہ صاحب اور میاں نظام الدین صاحب بھی پابرکاب ہیں۔ شیخ صاحب نے بھی پاسپورٹ حاصل کرلیا ہوا ہے اور ٹامس کک اینڈ سنس سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ میاں نظام الدین صاحب نے بھی پاسپورٹ کی درخواست کردی ہے۔ یہ دونوں اصحاب اپنے خرچ پر انگلستان جائیں گے۔ اور اپنے اخراجات کے لیے کوئی کام بھی کرینگے اور اپنے وقت کا اکثر حصہ تبلیغ میں امیر مبلغ کے احکام کے ماتحت خرچ کرینگے

اسطرح سے گویا پانچ آدمی قادیان سے انگلستان پہنچ جائینگے۔ لیکن احباب کو یہ دیکھکر خاموش نہیں ہو جانا چاہیئے۔ کہ اب تو کافی آدمی ہو گئے ہیں حضرت صاحب کی منشا کم از کم پچاس آدمی بھیجنے کی ہے اسلیے ان واقعات کو پڑھکر سچا جوش اپنے اندر پیدا کرو۔ اور دیگر ممالک میں نکل جاؤ۔ خدا کیلیے سفر کرو اور دیکھو تبلیغ اسلام ایک ایسا زبردست ہتھیار ہے۔ کہ یہ ہر جگہ کام آتا ہے۔ اور آئے گا۔ حضرت صاحب کی اس خواہش کو پورا کرنیکے لیے ان لوگوں کی ضرورت ہی جو اہل ہمت ہیں دین کیلیے مال خرچ کرنا باعث عزت سمجھتے ہیں۔ اور خدا کے لیے ہر کام کو عزت سمجھیں کم از کم اگر بڑی بڑی جماعتیں ایک ایک ایسا آدمی پیدا کر دیں تو بڑی آسانی کے ساتھ ایک معقول تعداد مبلغین کی پیدا ہو سکتی ہے۔ طلباء میں سے خان عبدالرحیم خان صاحب انگلستان پہنچ چکے ہیں اور ابھی بابو محمد شفیع سب اوورسیر سیٹھ علی محمد سیٹھ محمد فاضل سکندر آبادی بھی انگلستان کے لیے تیاری کر رہے ہیں۔ اور مذہبی کتب قرآن و حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود کو جلد جلد پڑھ رہے ہیں۔ یہ طلباء کی جماعت بھی اپنے سینے میں ایک خاص جوش رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سبکو

مسئلہ خلافت کے متعلق

وزیر اعظم برطانیہ اور ہندوستانی وفد خلافت کی ملاقات

کاروائی کی مکمل تفصیل

جو ہمیں پبلسٹی کمیٹی کی طرف سے شائع ہونیکے موصول ہوئی (ایڈیٹر)

۱۹۔ مارچ ۱۹۲۰ء کو ہندوستانی وفد خلافت ڈاؤننگ سٹریٹ نمبر ۱۰ میں وزیر اعظم کی خدمت میں پیش ہوا۔ مسٹر لائڈ جارج کے ہمراہ مسٹر فشر پریزیڈنٹ بورڈ آف ایجوکیشن اور انڈیا کونسل کے ممبر سر ہیڈرک ڈیوک تشریف فرما تھے ہندوستانی وفد میں مسٹر محمد علی سید حسین مولانا سید سلیمان ندوی اور ایچ۔ ایم حیات شامل تھے۔ مسٹر محمد علی نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے کہا کہ "ہم زیادہ تر ایک مذہبی مسئلہ کے متعلق یہاں آئے ہیں۔ تحفظ اسلام کیلئے خلیفۃ المسلمین کے پاس کافی علاقہ بحری اور جنگی فوجیں اور مالی ذرائع ہونا چاہئیے۔ چونکہ دنیا ابھی تک محض طاقت پر بھروسہ رکھے ہوئے ہے اس لیے خلیفہ دنیوی طاقت کے بغیر نہیں رہ سکتا اسلیے ہمارا بنیادی دعویٰ یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کیلیے لازمی ہے کہ وہ مناسب دنیوی طاقت کے ساتھ خلافت کو برقرار رکھیں۔ جنگ بلقان کے بعد خلیفۃ المسلمین کی سلطنت اس درجہ تک محدود ہو گئی تھی۔ کہ مسلمانوں کے نزدیک تحفظ اسلام کے لیے علم الکلم یہ لازمی تھا کہ ٹرکی کی سیاسی حدود کو قبل از جنگ صورت میں قائم رکھا جائے۔

وزیر اعظم نے مسٹر محمد علی سے دریافت کیا کہ کیا وفد مسلمان شام کے خلاف ہے جنھوں نے امیر فیصل کو شاہ عرب قرار دیا ہے۔

محمد علی۔ ہمارے خیال کے مطابق اس قسم کا تصفیہ مسلمانوں پر چھوڑ دینا بہتر ہے ہم یہاں امن مصالحت کی غرض کی تکمیل کے لیے عربوں اور ترکوں کے پاس جائینگے۔

وزیر اعظم۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ شام فلسطین اور دیگر علاقوں کے مسلمانوں نے خلیفہ سے بالکل جداگانہ طور پر ایک خود مختارانہ اسلامی ریاست کا اعلان کر دیا ہے +

محمد علی۔ مجھے امید ہے کہ امیر فیصل اس امر کو تسلیم کرینگے کہ ان کی ذاتی اغراض یا عربوں کی اغراض ترکی اقتدار کے دائرے میں رہ کر پوری ہو سکتی ہیں۔

وزیر اعظم:۔ تو اسکے یہ معنی ہوئے کہ آپ عرب کی خود مختاری کے مخالف ہیں۔

محمد علی۔ ہاں

اسکے بعد مسٹر محمد علی نے آگے چلکر کہا کہ ہمارے مذہب کا مقامی مرکز جزیرۃ العرب ہے جو کامل طور پر مسلمانوں کے زیر اقتدار رہنا چاہیے۔ جزیرۃ العرب میں شام فلسطین اور عراق عرب اور وہ علاقہ جسے یورپین جغرافیہ داں جزیرہ نمائے عرب کے نام سے موسوم کرتے ہیں شامل ہیں۔ مسلمان اس امر کو ہرگز گوارا نہیں کرینگے کہ جزیرۃ العرب کے کسی حصہ پر کسی قسم کا غیر اسلامی اقتدار ہو خواہ وہ حکم بردار سلطنت کے انتظام پر مشتمل ہو۔ یا اسکی کوئی اور صورت ہو۔ مذہبی ضروریات پوری ہو جائینگی خواہ امیر فیصل ہی وہاں خود مختار حکومت کرے لیکن چونکہ ہمیں خلیفہ کیلئے کافی دنیوی طاقت کو مہیا کرنا ہے اسلیے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ان دونوں ضرورتوں کو بآسانی پورا کرنے کیلئے جزیرۃ العرب کو براہ راست خلیفہ کے ماتحت رکھا جائے ہمارا تیسرا مطالبہ مذہبی احکام کے ایک مستقل سلسلہ پر مبنی ہے ان احکام کا تقاضا ہے کہ خلیفۃ المسلمین خادم الحرمین الشریفین ہو۔ یعنی مکہ۔ مدینہ اور یروشلم کے اماکن مقدسہ اس کی محافظت میں ہوں اسکے ساتھ ہی اسلامی جذبات بہت زیادہ پیمانہ پر اس امر کے مقتضی ہیں کہ نجف۔ کربلا۔ کاظمین۔ سمارہ اور بغداد کی نگہبانی بھی خلیفہ کے سپرد ہو۔ مسلمان قسطنطنیہ کو بھی مقدس شمار کرتے ہیں اگر ترکوں کو اس بات پر مجبور کیا گیا کہ وہ بوریا بستر اٹھا کر دارالخلافت سے خارج ہو جائیں تو اس حرکت کو مسلمان بحیثیت عیسائیوں کی طرف سے اسلام پر ایک حملہ تصور کرینگے مسلمان اس امر کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتے کہ سلطان ٹرکی کو قسطنطنیہ میں بطور یرغمال رکھا جائے۔ اتحادیوں کی موجودہ کاروائی نے دنیائے اسلام میں ایک ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ جس کا تدارک کرنا مشکل ہو جائے گا۔ تھریس کے متعلق ہم حکومت خود اختیاری کے اصول کو تسلیم کرتے ہیں۔ سمرنا پر یونان کے قابض ہو جانے سے مسلمانوں کے اس اعتماد کو صدمہ پہنچا ہے جو ان سے کیے ہوئے وعدوں کا نتیجہ تھا۔ اور اس علاقہ میں یونانی مظالم نے انکے پیمانہ صبر کو لبریز کر دیا ہے۔ ہندوستانی وفد سلیشیا میں قتل عام پر اظہار نفرت اور مصیبت زدگان کے لیے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ خواہ وہ عیسائی ہوں یا مسلمان لیکن اگر ترکوں کو مجرموں کی حیثیت میں سزا دینا مقصود ہے۔ اور دیگر نسلوں اور جماعتوں کو ان کی حکومت سے اس بنا پر آزاد کرنا منظور ہے کہ ترک ظالم ہیں تو اراکین وفد کی التجا ہے کہ قتل عام کے سوال کی تحقیقات کے لیے ایک بین الاقوامی کمیشن مقرر کیا جائے جس میں آل انڈیا خلافت کانفرنس کے نمائندے بھی شامل ہوں۔ اگر اس تحقیقات سے ثابت ہو گیا کہ ترکوں نے ہولناک مظالم اور جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ تو ہم ان سے اپنا واسطہ نہیں رکھیں گے۔ ہمارے لیے زیادہ اہم

معاملہ یہ ہے کہ اسلام کے نیک نام پر ایک داغ بھی
موجود نہ ہو۔ لیکن صرف یہی کہا جاتا ہے
کہ ترکوں کا مذہبی تعصب کلی طور پر آرمینیا کے لوگ
گذشتہ زمانہ میں روس کے ساتھ ملکر محاذ بازی کرتے
رہے آج ٹائمز میں ان کے مظالم کا تذکرہ ہے
جو انگریز ترکی علاقہ میں رہ آئے ہیں۔ وہ ترکوں کو
رحمدل سمجھتے ہیں۔ آرمینیا میں کون سا واقعہ
پیش آیا ہوگا جس سے اس کی انسانیت یکایک
محو ہوگئی۔ اور وہ ستم گر بنگئے فلسطین میں یہودیوں
کے مطالبات کے متعلق مسٹر محمد علی نے کہا۔ کہ
ان کے معقول مقاصد ترکی اقتدار کے متناقض
نہیں۔ ترکی گورنمنٹ آسانی کے ساتھ ان کے
جائز مطالبات کو پورا کرسکتی ہے +

مسٹر سید حسین نے مسٹر محمد علی کے ایک ریمارک
کی توضیح کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہم عرب کی
آزادی کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم محض اس بنا پر
امیر فیصل کے اعلان خودمختاری کے مخالف
ہیں کہ عرب ہمیشہ سے خلیفۃ المسلمین کے ماتحت
رہا ہے +

وزیر اعظم کا جواب

مسٹر لائڈ جارج نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آپنے اپنے
دعوے کو اعتدال پسندی اور سلیس بیانی سے پیش کیا
ہے اور میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ سلطنت برطانیہ
کے کسی حصہ کے مسلمانوں کے خیالات کو نہایت
توجہ سے سنوں۔ جب ہم پیرس میں تھے۔ تو وہاں
مسلم نمائندگان کے اظہار رائے کا کافی انتظام کیا
گیا تھا۔ سب سے پہلے ان کے دعوے کو دو نہایت قابل
ہندوستانیوں نے بڑے زور کے ساتھ پیش کیا
جو اگرچہ مسلمان نہیں تھے لیکن اپنے مسلمان ہموطنوں کے
متعلق انکے دل میں ذمہ واری کا کافی احساس تھا۔
مہاراجہ بیکانیر اور لارڈ سنہا نے مسلمانوں کے نقطہ
خیال کو بار بار برطانوی سلطنت کے نمائندگان صلح کے
سامنے پیش کیا۔ مسلمان ساکنان انگلینڈ اور بعض
ہندوستان سے آئے ہوئے مسلمانوں کی نمائندگی کا
اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ اور میری درخواست پر
سپریم کونسل نے ان کی معروضات کو سنا۔ موسیو
کلیمنشیو مسٹر ولسن اور لینڈ نے اور میں نے
ترکی کے متعلق پر زور درخواست کو سنا۔ پس میں
چاہتا ہوں کہ مسلمان ہند کو یہ بتلا دیا جائے
کہ ان کا معاملہ بڑے زور اور احتیاط کے ساتھ
پیش کیا گیا تھا۔ جیسے نہ صرف سلطنت برطانیہ
کے ڈیلیگیٹوں نے بلکہ ان کی درخواست پر اتحادیوں
کی سپریم کونسل نے دیانتدارانہ توجہ سے سنا +

ترکی ہمارا قدیم دوست ہے

دوسرے ہر مسلمان کو یہ خیال دل سے دور کر دینا چاہیے
ہم عیسائی دشمنوں کے مقابلہ میں ترکی کے ساتھ
جداگانہ برتاؤ کر رہے ہیں۔ ہم تین عیسائی ممالک
اور ایک اسلامی ملک کے ساتھ مصروف پیکار تھے
ان میں سے کسی کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ نہ تھا
ہم آجتک ترکی کے ساتھ کبھی نہیں لڑے تھے۔
اگرچہ ہمنے اسکی خاطر بارہا جنگ کی ہے۔ جنگ
کریمیا اور ۱۸۷۸ء کی جنگ میں ہمنے اسکا ساتھ
ساتھ دیا۔ لیکن اس دفعہ ہم ایک نہایت ہولناک
جنگ میں مصروف تھے کہ ترکی نے دفعۃً ہمارے
خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ ہمارے لیے بحیرہ اسود
تک رسائی کرنا نہایت ضروری تھا۔ لیکن اسکے
نہ ہونے سے جنگ نے دو سال کے لیے طول کھینچا۔ ترکی
نے اچانک اپنے قدیم دوست کے لیے دروازہ
بند کر دیا جس نے ہمیشہ اسکا ساتھ دیا تھا اور
جسکے ساتھ ترکی کا اسوقت کوئی تنازعہ نہ تھا +

یہ صلیبی جنگ نہ تھی

فرانس نے بھی ترکی سے کبھی جنگ نہ کی تھی اس نے
ہمارے ساتھ ملکر جنگ کریمیا میں ترکی کو امداد دی
تھی۔ لیکن فرانس کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوا
اسلیے ہندوستان کے کسی مسلمان کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے
کہ ہم اس جنگ میں ترکی کے خلاف جنگ صلیبی
کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ ایسا کرنے کا خیال
تک ہمارے دل میں پیدا نہیں ہوا۔ میرا یقین ہے کہ
باشندگان ترکی کا مقصد کثیر برطانیہ عظمیٰ کے ساتھ
جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ مجھے دلی افسوس ہے
کہ ترکی کے حکمرانوں نے اپنے ملک کو گمراہ کیا کہ وہ اپنے
قدیم رفیقوں اور دوستوں کے خلاف مصروف پیکار ہوں
جس جنگ نے دو سال کی مزید طوالت اختیار کی۔ اب جرمنی
اور آسٹریا کی مانند ترکی نے بھی ہزیمت اٹھائی جرمنی
اور آسٹریا کو اپنی شکست کی قیمت ادا کرنی پڑی ہے
آسٹریا کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ جرمنی سے السیس لورین
اور پولینڈ چھین لیے گئے۔ اُن پر بڑی سخت شرائط
عائد کی گئیں۔ بحالیکہ جرمنی اور آسٹریا دونو عیسائی
ممالک ہیں۔ اسلیے جنگ صلیبی کا ذکر نا بے معنی ہے
ہم اُن ملکوں پر حکومت خود اختیاری اصول عائد
کر رہے ہیں۔ جو اپنی رعایا پر مظالم توڑتے ہیں اور آزادی
عالم کی بربادی کے لیے جنگ برپا کرتے ہیں۔ آسٹریا
میں زیکوسلاکی کہتے ہیں کہ ہم آسٹریا کے ماتحت رہنا
نہیں چاہتے "ہم یہ جواب دیتے ہیں" بہت اچھا
آسٹریا کا اب تم پر کوئی حق نہیں رہا۔ ہم تمکو خود مختار بنا
دیتے ہیں" یگوسلافی بھی یہی کہتے ہیں۔ اور ہم ان کو
جواب دیتے ہیں" بہت خوب تم سرویا کے ساتھ ملکر
اپنی جداگانہ ریاست بنالو" ٹرانسلوینیا بھی یہی کہتا ہے
ہم اسکو بھی یہی جواب دیتے ہیں" اچھا تم رومانیا کے اپنے
رومانوی بھائیوں سے ملجاؤ"

ہم مستبدانہ حکومتوں کی رعایا کے لیے حکومت
خود اختیاری کا اصول برتتے ہیں۔ ہندوستان کے
کسی مسلمان کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ عیسائیوں کے
ساتھ ایک قسم کا اور مسلمانوں کے ساتھ دوسری قسم کا
اصول عمل میں لا رہے ہیں۔ اور اسکے ساتھ ہی اسے
یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ ہم ترکی پر وہ اصول عائد نہیں
کرینگے۔ جو ہمنے نہایت شدت سے عیسائی ملکوں
مثلاً جرمنی اور آسٹریا پر عائد کیے ہیں +

ترکی سزا سے کیوں محفوظ رہے؟

میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر محمد علی ترکی کے لیے کسی رعایت کا
مطالبہ نہیں کرتے بلکہ انصاف کے خواہاں ہیں۔ بیشک
انصاف ضرور ہوگا۔ آسٹریا کے ساتھ انصاف ہوا۔

جرمنی کے ساتھ نیک ہوا۔ آخر ٹرکی کیوں محفوظ رہے
ٹرکی کا خیال تھا کہ ہمارا اسکے ساتھ تنازعہ ہے
بھلا ہمارا اس سے کیا جھگڑا تھا۔ پھر اسنے کیوں
پیچھے سے آکر ہماری پشت پر وار کیا۔ اور دنیا کی آزادی کو
تباہ کر دیا اور ایسی حالت میں وار کیا۔ جبکہ ہم زندگی
اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے اور کوئی وجہ نہیں کہ
ہمنے جس معیار کو جرمنی اور آسٹریا کی عیسائی جماعتوں
کے لیے استعمال کیا ہے۔ ٹرکی کی حالت میں اس سے
مختلف معیار استعمال کریں۔ ہم ٹرکی سے اس بنا پر
سخت سلوک نہیں کر رہے کہ وہ اسلامی طاقت ہے
بلکہ ہم بعینہ ان اصولوں کو اُس پر عائد کر رہے ہیں۔
جو ہمنے آسٹریا پر عائد کیے ہیں۔ جو ایک بہت بڑا
عیسائی ملک ہے۔ اور وہ اصول یہ ہے۔ کہ جن
سلطنتوں کو حکومت کرنیکا حق نہیں رہا اُنکے لیے
حکومت خود اختیاری کا اصول عمل میں لایا جائے
عربوں نے خود مختاری اور ترکی حکومت سے علیحدگی کا
مطالبہ کیا ہے اور اُنھوں نے امیر فیصل کو اپنا
بادشاہ مقرر کر لیا ہے۔ تو کیا عرب اسلیے ترکوں کے
ماتحت رہیں کہ ترک مسلمان ہیں۔ کیا خود مختاری اور
آزادی کا وہی حق مسلمانوں کو نہ دیا جائے۔ جو عیسائیوں
کو دیا گیا ہے۔ کردشیا نے آزادی کا مطالبہ کیا ہے اور ہم
نے اسے آزادی دی ہے۔ یہ ایک عیسائی بستی ہے۔ شام
نے آزادی مانگی ہمنے اُسے دیدی۔ ہم عیسائیوں اور
مسلمانوں سے یکساں سلوک کر رہے ہیں اگر ہم
عرب کو ٹرکی کے زیر اقتدار کر دیں تو اسکے یہ معنی ہیں کہ
ہمنے عرب کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ جو عیسائیوں کے
متعلق ہم وہم و گمان میں نہ لا سکتے تھے۔

تھریس اور سمرنا

تھریس کے متعلق حقیقت معلوم کرنا مشکل ہے
لیکن ترکوں اور یونانیوں نے اس کی مردم شماری کی جو
رپورٹ تیار کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں
مسلمانوں کی آبادی بہت قلیل ہے۔ اگر یہ درست ہے
تو حکومت خود اختیاری کا اصول استعمال کیا جائیگا
اور تھریس کا کل علاقہ یقیناً ترکی حکومت سے علیحدہ کر دیا
جائیگا۔ سمرنا کے متعلق بھی وہی اصول قابل عمل
درآمد ہے۔ ایک منصفانہ کمیٹی نے بہت غور و احتیاط
کے بعد یہ تحقیق کیا ہے۔ کہ آبادی کا حصہ کثیر غیر ترکی ہے
اور اسکا اس بھی کثیر حصہ ترکی حکومت کی بجائے یونانی
حکومت کو پسند کرتا ہے +

دنیوی حکومت

اب دوسرا مطالبہ کیا ہے؟ یہ خلیفہ کی دنیوی حکومت کا
مسئلہ ہے۔ ایک روحانی پیشوا کی دنیوی حکومت کا
مسئلہ صرف اسلام تک محدود نہیں بلکہ دائرہ عیسائیت
میں بھی اسپر باہم تنازعہ رہا ہے۔ اور اسکے متعلق
خود رومن کیتھولک فرقہ میں عظیم اختلاف رائے
ہے۔ میں اسکے متعلق اپنی رائے کا اظہار نہیں کرونگا
لیکن پاپائے روما کی دنیوی حکومت چھینے جانے
کے بعد اس کی روحانی طاقت بدستور قائم رہی
بلکہ غالباً آگے سے زیادہ ہوگئی۔ میں کئی صادق
سرگرم اور دیندار مسلمانوں کو جانتا ہوں۔ جو
دنیوی حکومت کے مسئلہ کو مسٹر محمد علی کے نقطۂ خیال
سے نہیں دیکھتے جس طرح کہ پاپائے روما کی دنیوی
طاقت کے بارہ میں رومن کیتھولکوں میں اختلاف
رائے موجود ہے۔ میں اس نفسی مباحثہ میں نہیں پڑنا چاہتا
جسکے متعلق بعض اشخاص کا خیال مختلف ہے بلکہ
صرف یہ کہونگا کہ ترک ترکی علاقہ میں برسر حکومت
ہوں۔ یہ وہی اصول ہے۔ جو ہم یورپ کے عیسائی جماعتوں پر
عائد کر رہے ہیں جن کا ترکوں پر بھی عائد کیا جانا لازم ہے

آرمینیوں کا قتل

آرمینیوں کے قتل کے متعلق کوئی شک باقی نہیں ہے
یہ درست ہے کہ بے رو رعایت تحقیقات نہیں کی گئی۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ بدترین قتل دوران جنگ میں ہوئے
اور کوئی شخص وہاں تحقیقات کے لیے موجود نہ تھا
ٹرکی کے نمائندگان صلح نے پیرس میں بیان کیا گیا
تھا کہ یہ قتل ان لوگوں نے کیا جو اسوقت برسر اقتدار
تھے لیکن آرمینیوں نے بھی ۳۰ لاکھ مسلمانوں کو ہر ممکن
طریقے سے موت کے گھاٹ اُتارا تھا لیکن یہ عذر قابل
پذیرائی نہیں یہ سزا کا سوال نہیں ہے۔ بلکہ یہ حکومت کی
بدنظمی کا سوال ہے خواہ ۸ لاکھ عیسائی قتل ہوئے ہوں یا
۳۰ لاکھ مسلمان۔ جو گورنمنٹ اپنی رعایا خواہ وہ عیسائی ہو یا
مسلمان۔ قتل عام سے نہیں بچا سکتی۔ وہ حکومت کرنیکے
قابل نہیں ہے لہذا ہم تہذیب کے خیال سے کسی نہ کسی قسم کی
نگرانی اور اقتدار رکھنے کے لیے مجبور ہیں۔ اور ظاہر ہے
کہ ٹرکی کی گورنمنٹ جیسی کہ اسوقت موجود ہے اپنی رعایا
کی حفاظت کے ناقابل ہے +

ایشیاء کوچک میں بدنظمی

اب واقعات کا مطالعہ کرتے ہیں ایشیائے کوچک میں
ترکوں کی حکومت پرانی نہیں ہے۔ ہم ایشیائے کوچک کے
بارہ میں اسی طرح گفتگو کرتے ہیں۔ گویا کہ ترک ہمیشہ
سے وہاں آباد ہیں۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہمیں
یہ معلوم ہے کہ وہاں کا انتظام بہت ناقص ہے۔ کوئی
زمانہ تھا کہ یہ ملک بہت متمول تھا۔ اور صرف متمول ہی
نہیں تھا بلکہ دوسروں کو بھی مالدار بناتا تھا۔ اب یہ
ملک مالدار نہیں رہا۔ بلکہ تباہ شدہ اور ویران علاقہ ہے
ترکوں کے زیر حکومت ایشیاء کوچک بالکل ویران و تباہ
ہو گیا ہے۔ جو کبھی بحیرہ روم کا خرمن تھا۔ اب
ترکوں کو یہ علاقہ تباہ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی
کیونکہ اس معاملہ میں مہذب ملکوں کو کچھ کہنے کا
حق حاصل ہے۔ ترک یہ نہیں کہہ سکتے کہ "یہ ہمارا ملک ہے
اگر ہم اسے تباہ کرنا چاہیں تو آپ کو اس سے کیا واسطہ"
کسی ملک کو یہ روش اختیار کرنیکا حق نہیں یہ نسل کا
سوال نہیں۔ اگر ترک قابل منتظم حاکم ہوتے اور اپنے
علاقہ کی خبر گیری کرتے۔ تو یورپ کی کوئی عیسائی قوم
ایسی تھی جو یہ نہ کہتی "خدا انھیں آباد رکھے اور انکا
اقبال زیادہ کرے" اور ہم دخل دینے کا خواب میں بھی
خیال نہ کرتے۔ ہم خوش ہونگے اگر ترک اپنے علاقہ میں
اپنے عقیدہ کے مطابق حکومت کرینگے۔ لیکن میرے خیال
میں اس کی گذشتہ حکومت اسلام کے لیے باعث افتخار
نہیں۔ کیا اسلام کو ترکی حکومت پر بجا طور پر ناز ہے؟

آخری الفاظ

مسلمانان ہند کو اطمینان رکھنا چاہیے۔ جو کچھ چند
مستثنیات کے تحت وسلطنت برطانیہ کے ساتھ

وفاداری میں ثابت قدم رہے ہیں عیسائیوں میں بھی ایسی مستثنیات ہیں اسلیے میں محض اس بنا پر کہ سلمانان ہند کے درمیان کچھ لوگ غیر وفادار ہیں سلطان کے متعلق کوئی تفریق پیدا کرنا نہیں چاہتا ہم ان کے نہایت نہایت مشکور ہیں۔ اُنھوں نے ہمیں عزجنگ میں امداد دی ہے۔ ہم اس امداد کے معترف ہیں ہم اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کی آواز کو ایسے معاملہ میں سنا جائے۔ جو علی الخصوص اسلام پر نظر انداز ہوتا ہے۔ ہمنے اسکا بیان سن لیا ہے اور سنا ہی نہیں بلکہ اس معاملہ پر بہت حد تک ان کی خواہشوں کا احترام کیا ہے۔ ہندوستان اور خاصکر مسلمان ہند کی رائے سے فیصلہ پر بڑا اثر پڑا ہے۔ لیکن ہمنے جن اصولوں کا عمل درآمد عیسائی قوموں کے ساتھ کیا ہے۔ جن سے ہم معروف پیکار رہتے اسلامی ملک کے ساتھ اس سے جداگانہ برتاؤ نہیں کر سکتے +

اس کے بعد مسٹر لائڈ جارج اور مسٹر محمد علی کے درمیان حسب ذیل مکالمہ ہوا۔

محمد علی:۔ میں ٹرکی کے اعلان جنگ کے متعلق کچھ نہیں کہونگا۔ لیکن ممکن ہے کہ ٹرکی کو یہ تشویش دامن گیر ہو کہ زار روس جو اسکا دیرینہ دشمن تھا۔ برطانیہ عظمےٰ کے رفقاء میں شامل تھا۔ مجھے کامل یقین ہے کہ کوئی ترک فرانس یا انگلستان کے خلاف جنگ کرنیکا خیال تک نہ کرتا۔ اگر محض وہی بالمقابل فریق ہوتے +

وزیر اعظم:۔ میں اس حقیقت کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمنے ٹرکی کے مفاد کے خلاف روس سے کوئی معاہدہ نہیں کیا تھا۔ اور جب ہم جنگ میں شریک ہوئے اسوقت روس اور ہمارے درمیان نہ کوئی کھلا معاہدہ تھا نہ خفیہ۔ اور ٹرکی کو اس امر سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ ہم روس کے ساتھ شریک جنگ ہوئے ہماری جنگ جرمنی کے خلاف تھی۔ اور ٹرکی ہمارے خیال میں بھی نہ تھا +

محمد علی:۔ مظالم اور جرائم کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے اسکا حصل یہی ہے کہ ترکوں سے اس بنا پر علاقہ چھینا جاتا ہے۔ کہ ترک ایک متعصب۔ برا اور ناقابل حاکم رہا ہے۔

وزیر اعظم:۔ اور ایک نالائق حاکم +

محمد علی:۔ اس حالت میں میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ہم اپنے مذہبی احکام کے ساتھ راضی نامہ نہیں کر سکتے خاص مذہبی فرائض ہم پر لازم ہیں اور ہماری مذہبی ضروریات کو پورا کرنا چاہیئے۔ ہندوستان کا کوئی مسلمان نہیں۔ جس نے ہز مجسٹی شہنشاہ معظم کی وفاداری سے انحراف کیا ہو۔ یہ وفاداری اس شرط کے ساتھ وابستہ ہے۔ کہ ہمیں کامل مذہبی آزادی حاصل ہو۔ یہ ہمارا فرض تھا کہ ہم خلیفہ کی دنیوی طاقت۔ اماکن مقدسہ کی محافظت اور اسلامی اقتدار کے متعلق اپنے مطالبات پیش کریں۔ ان امور کے ساتھ ہمارے مذہبی احکام وابستہ ہیں۔ جنکو ہم سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

وزیر اعظم:۔ میرے خیال میں اب اس معاملہ پر دوبارہ بحث نہیں ہو سکتی +

صادق آزاد

یہ خبر گذشتہ اخبار میں پڑھی جا چکی ہے کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے متعلق جو اپیل ہمنے کی تھی وہ منظور ہو گئی۔ اُن کو آزاد کر دیا گیا۔ بہت سی روکیں اُٹھ گئیں۔ الحمد للہ

افسوس ہے ان مسلمانوں پر جنھوں نے خاص قسم کی تنگی اور تنگ ظرفی سے کام لیا۔ کہ صادق کی اس روک پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ اچھا ہوا کہ صادق روکا گیا۔ کیونکہ وہ احمدی مشنری تھا۔

اُنھوں نے اتنا نہ سمجھا کہ صادق اسلیے روکا گیا تھا کہ وہ اسی عقیدہ کا حامل ہے۔ جو اسلام سکھاتا ہے اُنھوں نے یہ نہ سمجھا کہ اسلامی توہین تھی ... اور اس امر کا خیال نہ کیا کہ اگر کبھی تمکو اپنے مشنری روانہ کرنے پڑے تو اُنکے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا اور یہ امر بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ کہ صادق اگر احمدی بنائیگا۔ تو وہ احمدی عیسائیوں کی نسبت ہمارے مذہب کے زیادہ عامل ہونگے۔ قرآن کے پڑھنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیوالے ہونگے۔ افسوس مسلمانوں کی حالت کس قدر گر رہی ہے۔ وہ سب کچھ نظر انداز کر گئے محض اس غرض کے لیے کہ وہ ایک احمدی مبلغ ہے۔

لاہور میں ایک جلسہ اس غرض کے لیے تیار ہوا کہ امریکہ کے اس قانون کے خلاف آواز اُٹھائیں۔ مگر عام لوگوں نے شور مچایا اور اسکو نہ ہونے دیا ہے۔ اخباروں میں ہمارے خلاف مضمون لکھکر خوشیاں منائیں مگر افسوس انکی یہ خوشی ایک آنی چیز ثابت ہوئی۔ تاہم وہ لوگ جو اس قسم کی تنگ ظرفی سے کام لیتے ہیں۔ سنیں۔ کہ تمھارے ریزولیوشنوں کے احسان سے تمھارے مضامین کے بار گراں سے خدا نے ہمیں بچا لیا۔ ہمنے تم سے اسکی خواہش ظاہر کی اور اسلیے کی کہ تم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہو۔ اسلام کے لیے جان دینی فرض سمجھتے ہو۔ اُٹھو آؤ ہم تمکو دکھائیں کہ اسلام کے ایک حصے کی توہین کی گئی۔ مگر تمھاری غیرتیں جوش میں نہ آئیں اور تمنے عمداً۔ اسکے خلاف اپنی رائوں کا اظہار کیا۔ تمھارے جوشوں کے اعلان خاک میں مل گئے۔ اور تمنے دیکھ لیا کہ تم لوگ اسلام کی توہین کو آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اور پھر اسپر خوش ہوتے ہو۔ تمھاری کوششوں کے بغیر خدا نے ہماری مدد کی اُس نے خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو سنا۔ اور صادق کو آزاد کر دیا۔

غیر احمدی دوستو! تمنے سمجھا ہوگا کہ صادق ناکام ہو جائیگا۔ مگر تم اپنے خیال میں ناکام ہو گئے۔ اور خدا نے اسکو کامیاب کر دیا۔ ہماری جماعت اسپر جتنا شکر کرے کم ہے +